نبی کریم ﷺ کی سیرت کو جاننے کی اہمیت

خطبہ
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر
عبدالرحمن السدیس
حفظہ اللہ تعالیٰ
امام مسجد الحرام

مترجم: جناب حافظ عبدالحمید ازہر، اسلام آباد

حمد وثناء کے بعد!

اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور جان لو کہ اس کا تقویٰ عظیم ترین صداقت اور مضبوط ترین عہد ہے، فرمایا: ﴿وَ مَن يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ [النور: ۵۲] ''جو بھی کوئی صدق دل سے اطاعت و فرمانبرداری کرے گا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اور وہ ڈرتا رہے گا اللہ کی گرفت و پکڑ سے اور بچتا رہے گا اس کی نافرمانی سے تو ایسے ہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے۔''

اے مسلمانو! ہر معاملہ انتہاء کی طرف رواں دواں ہے اور ہر نقش مٹنے کی طرف جا رہا ہے اور ہر حقیقت شے بے نشان ہوتے جا رہی ہے تاہم عالمگیر اور ربانی دین، دین اسلام جو قلوب وارواح کی زندگی ہے، جو دن بدن اجاگر اور واضح ہوتا جا رہا ہے اور سرور کائنات ﷺ کی سیرت طیبہ غالب آ رہی ہے اور اجالے کی طرح چار دانگ عالم میں پھیل رہی ہے، فرمایا: ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [الانبیاء: ۱۰۷]

''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو اے پیغمبر مگر ایک عظیم الشان رحمت کے طور پر سب جہانوں کیلئے۔''

بابرکت امت اسلامیہ عزت و سیادت کی چوٹیوں پر براجمان ہوئی اور انسانیت کیلئے عظیم الشان تہذیب و ثقافت کے بہارستان کی طرف قائد بنی اور دنیا کو امن و عافیت اور استقرار کا سایہ مہیا کرتی رہی تو یہ وہی زمانہ تھا جب یہ وحی کے سلسلوں یعنی کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھی۔ جب کہ اس کی روح اور اس کے احساسات اپنے نبی ﷺ کی روشن سیرت اور عالمگیر اخلاق سے معطر تھے۔ جونہی وحدت و قوت اور باہمی ہمدردی کی علامت اس امت نے ہدایت ربانی سے اعراض برتا اور تقلید اور ضعف کو اختیار کیا تو یا ہم تنافر اور انتشار میں گرفتار ہوگئی۔ واللہ المستعان.

اے گروہ مسلماناں! چودہ صدیوں سے زائد عرصہ گزر چکا، سید الانبیاء ﷺ کی محبوب سیرت عالم کو

معطر کر رہی ہے۔ کائنات روشن اور فضا معطر ہے اور افق خوشی سے بے خود ہے۔ کیا دیکھ رہے ہو کہ اس میں ہیبت و جلال سے معمور حقائق ہیں، خشیت اور جلال کے مظاہر ہیں، اقوال و افعال حکمت سے معمور ہیں۔ یہ تاریخی خزانہ، تہذیب کا سرچشمہ اور علم کے ہر پیمانے پر پورا اترنے والا منہاج اور حسن عمل کی معراج، جو امت کو عزت و سیادت سے سرفراز کر سکتی ہے اور توفیق اور حقانیت سے ہمکنار کر سکتی ہے۔ کیا یہ حبیب المصطفیٰ ﷺ کی ابدی سیرت نہیں جو بادشاہ حقیقی کے سچے رسول، حق، عدل اور امن کے علمبردار ہیں جنہوں نے انسانیت کو گمراہی سے نجات دلائی اور ہدایت سے مالا مال کیا، جہالت کے گڑھوں سے باہر نکالا علم کی روشنی سے روشناس کیا اور اسے عظمت و رفعت کی چوٹیوں پر سرفراز کیا۔ وہ معجزات والے نبیؐ ہیں، وہ جو ہمیں ہماری کمروں سے پکڑ پکڑ کر جہنم کی آگ سے بچاتے ہیں، جن کا ہر مسلم مرد اور مسلم عورت پر انسانوں میں سے سب سے بڑا احسان ہے اور نقل و عقل ہر دو اعتبار سے سچی محبت اور مخلصانہ اطاعت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

جب کبھی عظمت نے بلندی میں ہمارے ساتھ مقابلہ چاہا تو ہمارے محبوب بلند ترین نسبت کے ساتھ ظاہر ہوئے اور جب عزو شرف کے زنگ آلود ہونے کی وجہ سے ہم شرمسار ہونے کو آئے تو ہمارے سید و مولیٰ سب سے بلند مقام پر ظاہر ہوئے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تم میں سے کوئی بھی صاحب ایمان نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، والدین اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (متفق علیہ)

تم ہی وہ محبوب ہو کہ اللہ کے حکم سے دل جس کی خاطر مسلسل دھڑکتے ہیں، تم ہی وہ ہستی ہو کہ جسے اس کے خالق نے بلند مرتبہ حبیب کے مقام پر فائز کیا ہے اور یہی وہ محبت ہے جو انسان کو اطاعت و تسلیم تک پہنچاتی ہے جس پر مولائے کریم کا ارشاد ہے: ﴿فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ [النساء: ۶۵]

''پس نہیں، قسم ہے آپؐ کے رب کی (اے پیغمبر ﷺ) یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ یہ آپس کے جھگڑوں میں آپؐ کو (برضا و رغبت) اپنا منصف نہ مان لیں، پھر آپؐ کا جو بھی فیصلہ ہو اس سے یہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے دل و جان سے تسلیم کر لیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں ہدیۃً دی گئی رحمت ہوں۔ اللہ اکبر۔ یہ نبیؐ کس قدر عظیم ہیں اور رسول کس قدر مکرم ہیں۔ انہوں نے فضائل اور تقویٰ پر مشتمل معاشرہ قائم کیا اور عزت و شرف کا عظیم الشان قصر

تعمیر کیا، جس کا اصلی جوہر عدل اور جس کی بنیادیں مکارم اخلاق اور احسان ہیں۔

اے اہل ایمان!

خیر الوریٰ کی سیرت طیبہ کی اس چمک اور عظیم روشنی کے باوصف دنیا میں انتشار پسند اور زمانے کے دھتکارے ہوئے ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے حسد اور کینے کو ہوا دینے کیلئے مختلف ذرائع سے مسلسل کوشاں ہیں۔ وہ نبوتوں کے عظیم الشان نشانات اور رسالت کے حاملین اور مقدس ترین اشیاء کو نشانہ بناتے رہتے ہیں اور آپ ﷺ کا مقامِ بلند اور سنت مطہرہ ان کا خاص ہدف ہے، لیکن ہمیں ہمارے رب اور مولیٰ کا یہ فرمان تسلی دیتا ہے: ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ [الحجر: ۹۵] ''بے شک ہم کافی ہیں آپؐ کو (اے پیغمبر ﷺ!) ان مذاق اڑانے والوں (کی خبر لینے) کو۔'' ﴿اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ [الکوثر: ۳]

''بلاشبہ آپؐ کا دشمن ہی کٹا ہوا ہے (ہر خیر سے)۔''

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے نبیؐ کی شان بلند ہے اور ان سے عداوت رکھنے والے ذلت نصیب ہیں۔ ان کی جناب میں زبان درازی کرنے والے کی عزت ساقط ہو چکی اور اگر اس نے توبہ نہ کی تو اس کی سزا جہنم کی آگ ہے۔ ان لوگوں کو بھی قطعی طور پر علم ہے کہ نبی اکرم ﷺ (میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں) انسانیت کی طرف اعلیٰ ترین اقدار، مکارم اخلاق اور کائنات کے عظیم ترین حقائق لے کر مبعوث ہوئے، انہوں نے معاشرے کو بہترین نظم عطا کیا اور عبادت کیلئے بہترین شریعت کی دعوت دی:

﴿وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ [النمل: ۱۴] ''اور انہوں نے ان کا انکار کر دیا ظلم اور تکبر کی بناء پر حالانکہ ان کے دل ان کا یقین کر چکے تھے، سو دیکھ لو کہ کیسا ہوا انجام فساد مچانے والوں کا۔''

اے امت اسلام!

دُنیا کے ہر خطے میں حوادث، امت کے چہرے کو جھلسا رہے ہیں۔ خاص طور پر اس ٹولے کا ظلم و ستم قوم عاد پر بھی سبقت لے گیا ہے۔ امت پر لازم ہے کہ اس ہدایت بخش سیرت سے رشتہ استوار کرے جو کمزور پڑ رہا ہے۔ اُمت نے اس پر غور نہیں کیا اور اسی وجہ سے نقصان پر نقصان ہو رہا ہے اور مشکل پر مشکل آ رہی ہے۔ امت کا فریضہ ہے کہ تمام صلاحیتیں اور ذرائع ابلاغ بروئے کار لاتے ہوئے سیرۃ نبویہ کی وسعت اور گہرائی واضح کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ یہ بھی اس کا فریضہ ہے کہ سیرت سے اس کا تعلق فہم و بصیرت اور اتباع کے اعتبار

سے اور نظریاتی اور فکری طور پر مضبوط سے مضبوط تر ہو تاکہ ان ایام میں جس زوال وانحطاط کا شکار ہو گئی ہے، اس سے نجات پا سکے اور اسے چاہیے کہ پورے اعتماد اور پوری قوت سے آواز بلند کرے جس کی گونج تمام عالم میں پھیلے کہ سیرۃ نبویہ اور سنت ہی عزت ونصرت کے ضامن ہیں اور یہی اس زمانے کی واضح ترین زبان ہے جس سے امت کی سربلندی، وقار اور فوقیت کی بنیاد گہری ہوگی۔ (ہاں اے وہ امت جسے عظیم ترین سیرت کی حامل ہونے کا اعزاز ہے اور جس نے بہترین طریقے سے جہان کی قیادت کی ہے) ضروری ہے کہ روشن سیرت کے گوشے اجاگر کیے جائیں، اس کے مفاہیم ومقاصد پر روشنی ڈالی جائے۔ جب کہ آپ ﷺ فرما چکے ہیں کہ میں مکارم اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ [الادب المفرد للبخاری] (آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان) آپ ﷺ نے اپنی رحمت وشفقت، صداقت ونزاہت، امانت، گفتار، فراخدلی، میانہ روی اور اصلاحات سے مکارم اخلاق کی تکمیل فرمادی۔

آپ ﷺ کے ساتھ اخلاق تمام ہوئے، آغاز پر بسا اوقات انجام فوقیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء ہزار فضائل کے ساتھ مبعوث ہوئے تو آپ ان سب کا نکتہ عروج ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تمام اقوام کے سامنے سیاست میں، نظریات میں، سوچ میں، ثقافت میں، اپنے باہمی تعلقات اور مذاکرات میں، اپنی معیشت میں اور اسلوب ابلاغ میں، اخلاق محمدی سے شعور کی بھیک لیے بغیر چارہ نہیں۔ اس لیے کہ وہی کاروان انسانیت کے رہنماء وحدی خواں ہیں اور وہی امین اور ہادی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ اِنۡ تُطِیۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا﴾ [النور: ۵۴] ”اگر تم لوگ رسولؐ کی اطاعت کروگے تو تم ہدایت پاؤگے۔“

اے سیرت وسنت کی حامل امت!

سیرت پاک کو اپنانے کے ساتھ ساتھ سنت مطہرہ پر عمل، اس کا دفاع، ظاہری وباطنی طور پر اس سے خوشہ چینی اور اس چشمہ صافی سے سیرابی وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور سب کچھ مذہبی تعصبات اور گروہی حد بندیوں سے دور، رہ کر کرنا ہوگا۔

احباب گرامی!

سید البشر ﷺ کے ساتھ محبت کے جذبات کی ترجمانی اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت اور سنت کی مکمل پیروی کی جائے اور آپ ﷺ کی قندیل سیرت سے روشنی لی جائے، کب تک اور کیسے اور کیوں ایسا ہوتا رہے گا کہ آپ ﷺ کی سنت کی بجائے نوایجاد اعمال کی پذیرائی ہوتی رہے، کب تک ہمارے

دن رات بدعات اور خرافات کے مرہون منت رہیں گے اور سنت نبویؐ سے ہمارا رشتہ کب تک منقطع رہے گا؟ کاش! کسی کو شعور ہو کہ یہ تو احمقانہ محبت ہے اور عقل و عدل کے ترازو میں صریح ناانصافی۔ ان سے پوچھو تو سہی کہ حقیقی محبت کیا ہوتی ہے، اس کی علامات کیا ہیں تو پھر تمہیں سچی خبریں سننے کو ملیں گی۔

آپ ﷺ سے سچی محبت تو آپ ﷺ کی سنت کو زندہ کرنا ہے، وہ دل میں ہو یا گفتگو میں یا سوچ میں، فرمایا: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾ [آل عمران: ۳۱-۳۲] ''کہو (ان سے کہ اے لوگو!) اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے (اس کی بے انتہاء رحمتوں اور عنایتوں کی بنا پر) تو تم میری پیروی کرو، اس پر اللہ تم سے محبت بھی فرمائے گا تمہارے گناہوں کی بخشش بھی فرما دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ کہو کہ تم لوگ سچے دل سے فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی پھر اگر یہ لوگ منہ موڑیں (حق و ہدایت کی اس راہ سے) تو یقیناً یہ اپنا ہی نقصان کریں گے کہ) بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا ایسے کافروں کو۔''

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد اللہ کے بندو!

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اس کی اطاعت کرو اور اپنے نبی ﷺ کی اقتداء کرو، ان کی نافرمانی نہ کرو۔ مسلمانو! محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے کہ آپؐ کی آل اور آپؐ کے صحابہؓ سے محبت کی جائے۔ ان کی محبت پل صراط سے گزرنے کا پروانہ اور حصول تقویٰ کی ضمانت ہے۔

خود نبی ﷺ نے ان کے حق پر متنبہ کیا جیسا کہ حضور سید البشر ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے صرف مومن ہی محبت کرتا ہے اور ایک منافق ہی ان سے بغض رکھ سکتا ہے۔ اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو ان سے محبت کرتا ہے اور ان سے بغض رکھنے والا اللہ کے ہاں مبغوض ہے۔ جو ان کے بارے میں زبان درازی کرتا ہے تو اس نے ظلم کیا اور حیا باختہ قرار پایا اور جو ان کے مابین تنازعات میں پڑا تو وہ بہتان طرازی کا شکار ہوا۔ مجھے میرے رب کی قسم! وہ بلند مقام ستارے ہیں جنہوں نے کائنات میں اخلاق کی روشنی پھیلا رکھی ہے۔ وہ عظیم القدر رہنما ہیں، سچی بات یہ ہے کہ وہ اس دنیا کے ستارے ہیں۔ موجودہ حالات

تقاضا کرتے ہیں کہ خاندانوں اور نوجوانوں کی تربیت ان کی سیرت پر ہو، خاص طور پر بے دینی اور الحاد کے اس دور میں لازم ہوگیا ہے کہ نئی نسل کی تربیت سیرت طیبہ اور سنت مطہرہ کی روشنی میں کی جائے تا کہ ان کی صلاحیتیں اجاگر ہوں اور نشوونما پائیں اور کامیابی و کامرانی کی طرف گامزن ہوں۔

اے مسلمانو! ایام زیست کو غنیمت جانو اور اخلاق نبوی ﷺ سے مزین ہونے کی تحریک کی قیادت سنبھالو۔ آپ ﷺ کے اخلاق اپناؤ، آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی صفات عالیہ کو اپنی زندگی کیلئے ماڈل بنالو اور اس پر سختی سے کاربند ہو جاؤ، فائدے میں رہو گے، اور عزت پاؤ گے، نعمت بھی حاصل ہوگی اور قیادت بھی، فرمایا: ﴿فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ وَ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ﴾ [الروم: ۴-۵] ”اور اس روز خوش ہو رہے ہوں گے ایمان والے اللہ کی مدد سے، اللہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے (سب پر) غالب انتہائی مہربان۔“

اسلامی مقدس مقامات کو آزاد کرانا اور امت کو مصائب و آلام سے نجات دلانے کی تگ و دو کرنا، فلسطین، برما اور شام کی سرزمین کو بحرانوں سے نکالنا اور سرکش، ظالم و غاصب اور قابض دشمن کے غلبہ کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنا اہم ترین واجب ہے۔ فرمایا: ﴿وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾ [الحج: ۴۰] ”اور یقیناً اللہ مدد فرماتا ہے اس کی جو مدد کرتا ہے اس کے دین کی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی قوت والا نہایت ہی زبردست ہے۔“

اے اللہ! خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ ائمہ سے راضی ہو جا جو حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، تمام صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، امہات المومنینؓ طیب و طاہر اہل بیتؓ اور تا قیامت ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کو اپنی رضامندی سے شادکام فرما اور اے سب سے زیادہ عزت رکھنے والے! اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی اپنی رضامندی عطا فرما۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت دے اور شرک اور اہل شرک کو ذلیل فرما، دین کے دشمنوں کو تباہ فرما اور اس شہر کو امن و عافیت کا گہوارہ بنا اور مسلمانوں کے تمام ممالک کو بھی۔ اے ہمارے پروردگار! ہماری دعائیں قبول فرما یقیناً تو سننے والا اور جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ ہمارے والدین، ان کے والدین اور تمام زندہ اور فوت شدہ مسلمانوں کو بخش دے۔ یقیناً تو سننے والا ہے قریب ہے، اور دعائیں قبول کرنے والا ہے۔ آمین یارب العالمین!